امام طحاویؒ اور ان کے رسالہ
التسوية بين حدثنا وأخبرنا
کا مختصر تعارف

مقالہ نگار

مفتی احسان الحق

فاضل و متخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

استاذ جامعہ اشرف المدارس گلستان جوہر، کراچی

امام طحاویؒ اور ان کے رسالہ
التسویۃ بین حدثنا واخبرنا کا مختصر تعارف

علم حدیث اوراس کے اصول سے متعلق اس امت مرحومہ نے (خواہ حنفی ہوں یا مالکی یا شافعی یا حنبلی) بہت خدمات انجام دی ہیں اور ہر مکتب فکر کے لوگوں نے اس کام میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا ہے، اس امت میں اگر چہ ایسے فرقے بھی پیدا ہوئے جنہوں نے حدیث کا انکار کیا، اور بعض نے اصول حدیث کا بھی انکار کیا، لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اس امت نے اس عظیم سرمایہ کو ہر طرح سے ضائع ہونے سے بچایا اور حدیث کے ہر فن کی خدمت کرتے رہے، انہیں میں سے ایک اصول حدیث بھی ہے اور پھر ائمہ احناف کو جس طرح ہر علم وفن میں مزیت حاصل ہے اسی طرح اس فن کی خدمت کرنے میں بھی خصوصیت حاصل ہے، درجہ ذیل سطور میں ائمہ احناف کے مشہور پیشوا امام طحاویؒ اوران کے اصول حدیث کی ایک صنف پر تصنیف شدہ ایک چھوٹے سے رسالہ التسویۃ بین حدثنا واخبرنا کا مختصر سا تعارف ہے، جو ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے:

ولادت: امام طحاویؒ نے مصر کی طحا نامی بستی میں ۲۳۹ھ میں آنکھ کھولی، علامہ ذہبیؒ (متوفی: ۷۴۸ھ) نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء ج:۱۱،ص:۳۶۱، ترجمہ نمبر: ۲۸۶) ج: محمد ایمن الشبراوی دارالحدیث القاہرہ، سن طبع: ۱۴۲۷،۲۰۰۶م) میں موصوف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

الامام العلامة الحافظ الكبير، محدث الديار المصرية وفقيهها، أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزدى المصرى الطحاوى الحنفى صاحب التصانيف

موصوف نے اولاً احمد بن ابی عمران الحنفی سے علم حاصل کیا اوراس کے بعد سن ۲۶۸ھ میں شام جا کر ابوخازم سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔

ان کے علاوہ موصوف کے اساتذہ میں عبدالغنی بن رفاعہ، ھارون بن سعید الایکی، یوسف بن عبدالاعلی، بحر بن نصر الخولانی وغیرہ کے نام بھی آتے ہیں۔

امام طحاوی کے چند مشہور تلامذہ: امام طحاوی سے حدیث کا سماع یوسف بن القاسم المیانجی، ابوالقاسم الطبرانی محمد بن بکر بن مطروح وغیرہ نے کیا ہے۔

ابوسعید بن یونس نے موصوف کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ موصوف: ثقہ، ثبت، فقیہ، عاقل، تھے اپنے بعد اپنے جیسا آدمی نہیں چھوڑا۔

اور شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی (م: ۴۷۶ھ) نے طبقات الفقہاء میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

انتهت اليه رئاسة أصحاب أبى حنيفة بمصر، جمع وصنف، ومن نظر فى تواليف هذاالامام علم محله من العلم، وسعة معارفه

موصوف کا انتقال سن ۳۲۱ھ میں ہوا۔

موصوف کی تالیفات میں ان کا ایک رسالہ التسویۃ بین حدثنا واخبرنا ہے

اس رسالہ کو موصوف سے موصوف کے شاگرد ابوالطیب احمد بن سلیمان الحریری روایت کرتے ہیں۔

محدثین کا اس بات میں اختلاف ہے کہ جب شاگرد استاد کے سامنے حدیث پڑھے تو کیا کہے اور اگر استاد خود حدیث پڑھ کر سنائے تو کیا لفظ کہے، چنانچہ ابوعبداللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم نیساپوری (متوفی: ۴۰۵) نے اپنی کتاب معرفۃ علم الحدیث میں لکھا ہے: جب طالبعلم کسی محدث سے اکیلے حدیث لیتا ہے، تو وہ روایت بیان کرتے ہوئے حدثنی فلان کہے گا اور جب اس روایت لینے میں اس کے ساتھ دوسرے بھی شریک ہوں تو حدثنا فلان کہے گا جب اکیلا محدث کے سامنے حدیث پڑھے تو اخبرنی فلان کہے گا اوراس کے ساتھ دوسرے بھی شریک ہوں تو اخبرنا فلان کہے گا الخ

(معرفۃ علوم الحدیث، النوع الثانی والخمسون، معرفۃ من رخص فی العرض علی العالم ورآہ سماعا۔

اوراسی بات کو علامہ ابن الصلاح (متوفی: ۶۴۳ھ) نے حاکم ہی کے حوالہ سے اپنی مشہور ومعروف کتاب مقدمہ ابن الصلاح میں ذکر کیا ہے دیکھئے: القسم الثانی من اقسام الاخذ والتحمل، القراءۃ علی الشیخ، اور امام طحاویؒ نے اس رسالہ میں اس اختلاف کو اجمالاً ذکر کیا ہے، موصوف لکھتے ہیں کہ: طالب علم جب استاد کے سامنے حدیث پڑھے تو وہ حدثنا کہے یا اخبرنا اس میں علماء کی مختلف آراء ہیں: بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اخبرنا کہے یا حدثنا دونوں ایک ہی ہیں، اور بعض حضرات کے ہاں دونوں الگ الگ ہیں یعنی اگر شاگرد استاد کے سامنے حدیث پڑھے تو اخبرنا کہے حدثنا نہ کہے، ہاں ان احادیث میں جو شیخ سے سنی ہیں حدثنا کہے۔

فریق اول میں امام ابوحنیفہ امام مالک ابو یوسف امام محمد بن الحسن رحمہم اللہ ہیں۔

چونکہ امام طحاوی کا مسلک بھی فریق اول والا ہے یعنی شاگرد خود پڑھے یا استاد سے سنے اخبرنا یا حدثنا کہہ سکتا ہے تو اپنے مسلک کی تائید کے لئے قرآن مجید کی سات آیات (سورۃ زلزال آیت نمبر۴۔۵سورہ توبہ: آیت نمبر:۹۴،البروج:۱۷،النساء:۴۲،الزمر:۲۳،الغاشیۃ:۱۔الذاریات:۲۴) پیش کی ہیں جن میں حدیث کو خبر اور خبر کو حدیث کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔اس کے بعد ۱۶(سولہ) احادیث مزید تائید کے لئے پیش کی ہیں جہاں حدثنا کو اخبرنا اور اخبرنا کو حدثنا کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔

اس کتاب کی تخریج وتحقیق حضرت شیخ عبدالفتاح ابوغدہ صاحب (متوفی:۱۴۱۷ھ) نے کی ہے، جو پہلی بار ۱۴۳۳ھ ۲۰۰۲م) خمس رسائل فی علوم الحدیث کے ساتھ دار البشائر الاسلامیہ سے چھپی ہے۔مگر حیرت کی بات ہے کہ احادیث کی تخریج شیخ نے ان کتب کے مصنفین سے کی ہے جو امام طحاوی کے ہم عصر ہیں یا ان کے بعد کے ہیں حالانکہ امام طحاویؒ اس کتاب میں اپنی سند سے حدیث لاتے ہیں جن میں ان حضرات کا نام نامی آتا نہیں جن کی کتب سے تخریج کی گئی ہے اگر یہ احادیث موصوف کی کتب سے ہی تخریج کی جاتیں تو اچھا ہوتا۔